اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے +

نمبر (۲۵) مطبوعہ ۲۹ جون سنہ ۱۸۹۴ء بروز جمعہ جلد (۲۲)

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے - عہ/ ۱۱/
قیمت بیرونجات سے معہ محصولڈاک - عہ/ ۱۲/
قیمت دو کاپیوں سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام فی کاپی عہ/ ۱۲/
ایک شخص کے نام سات کاپی کے دام وصول ہونے پر ایک کاپی مفت دی جائیگی - ہر حالت میں قیمت پیشگی لی جائیگی +

ایڈیٹوریل

جو لکھا سو لکھا

الٰہی نوشتہ انسانی خواہش سے نہیں مٹتا: مسیح کی مصلوبی کا کتابہ پلاطوس نے عبرانی - یونانی - اور لاطینی میں لکھ کر جب اُس کی صلیب پر لگایا - تو اُس میں یہہ عبارت "یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ" پڑھکر یہودیوں کو نہایت ناگوار معلوم ہوا - اور اُن کے سردار کاہنوں کو بڑی شرم آئی کہ ایسا شخص جو علاوہ ایک حقیر ناصری ہونے کے اُن کی شریعت کے مطابق کفرگو اور واجب القتل ہو اُن کا بادشاہ مشہور کیا جائے - اور قومی غیر قومی - اور سرکاری زبانوں میں لکھے ہونے سے تمام دُنیا میں اُس کے یہودیوں کے بادشاہ ہونے کی شہرت ہو جائے :: اس لئے اُنہوں نے پلاطوس سے عرض کی - کہ "یہودیوں کا بادشاہ مت لکھ" مگر اُس رومی بُت پرست گورنر نے یہہ رازدار جواب دیا - "میں نے جو لکھا - سو لکھا" :: اُس نے یدِ قدرت کی باطنی تحریک سے وہی لکھا جو الٰہی مشیت سے مبرم تھا - کون اُس عبارت کو بدلنے کی قدرت رکھتا تھا ؟ یہہ بھی مسیح کی صلیبی موت کا ایک کامل ثبوت - اور بخلاف انسانی خواہش کے اُس کی بادشاہی کے سب پر مسلط و قایم ہونے کی ایک لا رد دلیل ہے :: کیا یہہ نہایت تعجب کی بات نہیں - کہ یہودی لوگ جو خدا پرست ہونے کا فخر کرتے تھے - اپنے ایک ہم قوم کا - جس کے عہد سلطنت کی نسبت بکثرت پیشین گوئیاں اُن کی کتب مقدسہ میں موجود تھیں - اور جس کے ظہور پُر نور کے وہ شب و روز منتظر تھے - بادشاہ ہونا ناپسند کریں - اور کہیں - کہ "ہم نہیں چاہتے کہ یہہ ہم پر بادشاہت کرے" - اور ایک غیر قوم بُت پرست شخص کو اُس پر ترجیح دیکر محکمہ گورنری میں کھڑے ہو کر چلائیں - کہ "قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں ہے" :: مسیحیت کے تمام انتظام میں یہہ بات پائی جاتی - کہ جو کچھ خدا نے چاہا - اور پہلے سے مقرر کیا گیا - بخلاف انسانی خواہش کے وہی ظہور میں آیا ہے - کیونکہ کوئی مجموعی انسانی کوشش و تدبیر بھی الٰہی مرضی و ارادہ کو ہرگز روک نہیں سکتی :: راقم زبور نے مسیح کی بادشاہت کی بابت سلاطین جہاں اور قوم یہود کے سرداروں کی نصیحت و عبرت کے لئے دوسرے زبور میں جو کچھ لکھا ہے - نہایت غور کے قابل ہے - جس سے مسیح کے مخالف منصوبہ بازوں کی حماقت - اور الٰہی مشیت کے اُن پر غالب آنے کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے :: وہ لکھتا ہے - کہ :-

"قومیں کس لئے جوش میں ہیں اور لوگ باطل خیال کرتے ہیں - زمین کے بادشاہ سامنا کرتے ہیں اور سردار آپس میں خداوند کے اور اُس کے مسیح کے مخالف منصوبے باندھتے

ہیں۔ کہ آؤ ہم اُن کے بند کھول ڈالیں اور اُنکی رسّی اپنے سے توڑ پھینکیں۔ وہ جو آسمان پر تخت نشین ہے ہنسیگا اور خداوند اُنہیں ٹھٹھوں میں اُڑادیگا۔ تب وہ غصے میں اُنسے باتیں کریگا اور نہایت بیزار ہوکے اُنہیں پریشانی میں ڈالیگا۔ میں نے تو اپنے بادشاہ کو کوہ مقدس صیہون پر بٹھلایا ہے۔ میں حکم کا اشتہار کرونگا کہ خداوند نے میرے حق میں فرمایا تو میرا بیٹا ہے۔ میں آج کے دن تیرا باپ ہوا۔ مجھ سے مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کرونگا اور زمین سراسر تیرے قبضے میں کردونگا۔ تو لوہے کے عصا سے اُنہیں توڑیگا۔ کمہار کے برتن کے مانند تو اُنہیں چکنا چور کریگا۔ پس اب اے بادشاہو ہوشیار ہو اے زمین کی عدالت کرنیوالو تربیت لو۔ ڈرتے ہوئے خداوند کی بندگی کرو اور کانپتے ہوئے خوشی کرو۔ بیٹے کو چومو تا نہ ہووے کہ وہ بیزار ہو اور تم راہ میں ہلاک ہو جاؤ جب اُسکا قہر کا ایک ذرا بھڑکے۔ مبارک وے سب جنکا توکل اُسپر ہے۔

ساری

چیزیں میرے لئے روا ہیں۔ پر سب کا موقع نہیں۔ ساری چیزیں میرے لئے روا ہیں۔ پر میں کسی چیز کے اختیار میں نہ ہوں گا :۔ ۱ قرنتھیوں ۶-۱۲ ۔

معلوم نہیں کہ ایک معزز دیسی غیر مسیحی کا یہہ خیال کہاں تک درست ہے۔ جو اُس نے ہندوستان میں مسیحی مذہب کی اشاعت کی نسبت ظاہر کیا ہے۔ کہ اگر مسیحی مشنری جو اولاً اس ملک میں آئے شراب۔ سؤر۔ اور گوشت گاؤ کے استعمال کو ناجائز ٹھہراکے خود اُن سے محترز رہتے۔ اور دیسیوں کو بھی محترز رہنے کی تعلیم دیتے۔ تو بہت جلد یہاں کے ہندو اور محمدی باشندے مسیحیت کو۔ جو اکیلا نجات بخش طریقہ ہے۔ قبول کر لیتے۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ ماکولات مذکورہ کی بہ نسبت شراب زیادہ تر اشاعت مسیحیت میں سدّراہ ثابت ہوئی ہے۔ اور دیسی مسیحی کلیسیا کو بھی اُس سے تکالیف و نقصانات عظیم پہنچے ہیں۔ اگرچہ مسیحی بندہ "مت چھو۔ مت چکھ" کی قید و بند سے آزاد ہے۔ اور ساری چیزیں اُس کے لئے روا ہیں۔ تاہم تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ قسم ماکولات و مشروبات میں بعض چیزیں مسیحیت کی ترقی کے لئے مارج۔ اور غیر مسیحیوں کے لئے سنگ مصادم ہیں۔ اور لازم ہے کہ ہم کھانے پینے کے لئے خدا کے کام کو نہ بگاڑیں"۔ مے نوشی کے مضر نتائج محتاج بیان نہیں منجملہ جن کے تضیع اموال دنیوی ایک اُس کا لازمی نتیجہ ہے جسکی تازہ نظیر ایک فرنچ پادری صاحب کی زندگی کے بیان میں پائی جاتی ہے چنانچہ ایک انگریزی اخبار لکھتا ہے۔ کہ یہہ پادری صاحب جن کا نام لالوک تھا۔ اپنی وفات کے وقت ایک بدنما کوٹھڑی میں پریشان حال پیرس کے ایک مکان میں پایا گیا۔ یہہ ایک بڈھا شخص تھا۔ نہایت سادہ طریقے سے رہتا تھا۔ اس کی غذا صرف روٹی تھی۔ اس کے مکان میں کسی قسم کا ساز و سامان نہ تھا۔ لیکن مکان کے ایک کونے پر ایک چھوٹی میز اور بہت سی ٹانڈ تھیں۔ ان ٹانڈوں پر بوتلوں کے بیشمار کاگ ایسے کاگ قرینہ سے رکھے ہوئے تھے۔ وسط میں پادری کا لکھا ہوا ایک کتبہ تھا جس میں یہہ بیان تھا کہ "میرے پاس پہلے بہت دولت تھی اب اُڑ گئی۔ میری جتنی عظمت تھی سب جاتی رہی صرف یہہ کاگ باقی رہ گئے ہیں جو حالت تمول میں بہت سے اُن دوستوں کی آؤ بھگت میں کھولے گئے تھے جنہوں نے اب مجھکو اپنے خیال سے بھلا دیا ہے۔ ضعیفی اور کمبختی سے مجھکو سبق حاصل ہوا اور ہر ایک کاگ پر اُس کی تاریخ تحریر ہے"۔ ہم پادری نے یہہ کتبہ اس لئے چھوڑا تھا کہ لوگوں کو اُس سے قبل از وقت تنبیہہ حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر کسی عجائب خانہ یا کسی فلاسفر کے کمرہ میں رکھا جائے گا تو ان کو انسانی فطرت کی سچی حالت معلوم ہوگی۔

ایک کارک پر یہہ عبارت تحریر تھی :۔

"سپیرس شراب کی اُس بوتل کا کاگ جو ۹ دسمبر سنہ ۱۸۵۰ء کو ایک درجن لنگوٹئے یاروں کے روبرو کھولی گئی۔ ان میں سے ایک نے بھی میری غریبی کے وقت مدد نہ کی۔ ان تازہ دوستوں کے نام ذیل میں درج ہیں"۔

اس پر ورنیکولر ایڈورٹائیزر ریمارک کرتا ہے۔ کہ یوں تو سیکڑوں خیر اندیش اپنے ملک کی بھلائی کے لئے کوئی نہ کوئی ترکہ چھوڑ جاتے ہیں۔ لیکن ایسا عجیب و غریب ترکہ جیسا پادری لالوک چھوڑ کر مرگیا شاید کسی نے بھی نہیں چھوڑا۔ اس سے شراب پینے والوں کو سبق لینا چاہئے۔ کس لئے کہ اور معاملات میں تو دوست کسی نہ کسی صورت میں مدد بھی دیتے ہیں۔ مگر شراب کے بگڑے کو کوئی مدد نہیں دیتا بلکہ جب تک وہ دولتمند رہتا ہے خوب ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ اور جب اُسکی حالت بگڑ جاتی ہے۔ تو کوئی پاس تک نہیں پھٹکتا؛

ہمعصر انیس ہند میرٹھ نے یہہ ایک عجیب مبہم خبر لکھی ہے۔ کہ "بمبئی کے جو پادری صاحب طوائفوں کے محلے میں وعظ کرتے وقت بیٹھے تھے۔ اُن کی مجسٹریٹ بمبئی نے شنوائی نہ کی۔ بلکہ ملزم کو رہا کرتے وقت رائے دی۔ کہ پادریوں کو گرجا چھوڑ کر طوائفوں کے محلے میں وعظ کرنے نہ جانا چاہئے"۔ معلوم نہیں کہ پادریوں کی کیا شکایت تھی جس کی مجسٹریٹ نے شنوائی نہ کی۔ اور کون ملزم تھا جسکو رہا کر دیا گیا: غالباً یہہ مکتی فوج کے افسر اور سپاہی ہوں گے۔ جنہیں عوام پادری ہی سمجھتے ہیں۔ اور جن کی نسبت اخباروں میں تعجب کے ساتھ لکھا جارہا ہے۔ کہ وہ بازاری پیشہ ور عورتوں کو گناہ آلودہ زندگی سے تائب ہونے کی صلاح دیتے اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ وہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ اور نیک طور پر اپنی زندگی بسر کریں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس مغلوب شیطان فرقہ کے درمیان انجیلی خدمت کرنا۔ اور اُنہیں دنیوی عیش و نشاط سے دست بردار کر کر۔ ریاضت اور محنت کے ساتھ بااخلاق زندگی بسر کرنے کی طرف متوجہ کرنا ایک نہایت مشکل کام ہے جس میں انواع اندرونی و بیرونی آزمائشوں کے پیش آنے کا خطرہ ہے۔ اُدھر تو اُس فرقہ ناہنجار اور اُس کے ساتھ تعلق رکھنے والوں سے ہر طرح کی مخالفت اور مزاحمت کا سامنا کرنا۔ اور اُدھر اہل دنیا کے طعن و تشنیع اور مضحکہ

وتمسخر کا برداشت کرنا ابتداءً ضرور اور لازمی ہوگا - اور اس کے علاوہ بعض سرکاری حکام - جن کا مذہب پولیٹکل پالیسی ہے کبھی ایسے کام کی فیور میں نہوں گے - بلکہ کچھ تعجب نہیں - کہ بعض مسیحی مشنری اور معزز دیسی مسیحی بھی اس خاص کام کو بنظر حقارت وذلت دیکھیں گے - تاہم نہایت ضرورت ہے - کہ اس ننگ نسل آدم فرقہ کی اخلاقی حد درجہ کی ذلیل اور گری ہوئی حالت پر رحم کرکے وہ مسیحی جنہیں حکم ملا ہے - کہ "ہر ایک مخلوق کو انجیل جلیل کی خبر پہنچائیں" انہیں ابدی ہلاکت سے بچائیں - اور زندگی بخش طریقہ اختیار کرنے اور معزز سوسایٹی کے ممبر بن جانے کے لئے سب کچھ برداشت کرکے اُن کی ہدایت ورہنمائی کریں ۔ تعجب ہے کہ ابھی تک اس بُرائی کی اصلاح پر - جس کی ملک میں روز افزوں ترقی ہے - اور جس کے باعث نوجوان قوم بداخلاقی کا شکار ہوکر اپنی بیش قیمت روحوں کو برباد کرتے - اور پیغام نجات سننے کے لئے گونگے اور بہرے بنتے جاتے ہیں کسی مشن یا مشنری نے بطور خاص توجہ نہیں کی ۔ ہندو اور محمدی - جن کے اوقات شادی بیاہ بغیر ان کے پورے نہیں - بلکہ مندروں اور خانقاہوں میں بھی ان اہل نشاط کی موجودگی وشرکت باعث رونق سمجھی جاتی ہے - وہ توکیوں اُن کے فکرمند ہوں گے - کیونکہ اُن کے نزدیک یہہ بس ہے کہ کوئی اُس فرقہ مذکور کا فرد برائے نام ہندو یا محمدی کہلائے - مگر مسیحیوں کو براہ انسانی ہمدردی اس فرقہ گم شدہ کو راہ راست پر لانے اور اُنہیں انسان بنانے کے لئے بہرنہج کوشش کرنا فرض ہے ۔ خوشی کی بات ہے کہ مکتی فوج والوں نے اس ہادی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے خداوند اُنہیں کامیابی بخشے گا - اور یقین ہے کہ اس ملک کے بہت سے اُن لوگوں سے پہلے - جو اپنے کو کچھ سمجھتے ہیں - "کسبیاں اور خراج گیر" خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں گے ۔ کیونکہ مسیح دنیا کے سب سے بڑے گنہگاروں کو بچانے پر قادر ہے +

مراسلات

بخدمت جناب اڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں لودیانہ

تسلیم - گذارش ہے - کہ فائدہ عام کے لئے - اور کسی قدر عیسائی مذہب کی ترقی وبہبودی کے لئے سند رجہ ذیل آرٹیکل بندہ آپکی خدمت بابرکت میں روانہ کرتا ہے - آپ اپنی معمولی فیاضی اور ہمدردی کی راہ سے اُس کو اپنے اخبار میں جگہہ دیں +

چونکہ لون میانی کمیٹی کی آمدنی کا حال دن بدن ابتر نظر آتا ہے اور سکول کا آجکل بالکل مدار کمیٹی کے اوپر ہے - جو سکول کے بوجھ سے بڑی تنگ آئی ہوئی ہے - اس لئے بہتر ہوگا کہ کوئی مشن سکول - خواہ کسی چرچ کی طرف سے اس جگہہ قایم ہو جائے - اور وہ مشن اس قدر طاقت رکھتا ہو - کہ دو سال تک بلا فیس وغیرہ کے طلبا کو سکول میں تعلیم دے سکے - بعد ازاں مدرسہ کی فیس پر گذارہ ہو جائے گا - اور بہت تھوڑا خرچ مشن کو برداشت کرنا پڑیگا - مفصل حالات مشن والے کو میانی میں اگر معلوم ہو سکتے ہیں ۔ اس کام کے واسطے شروع میں دو سال کا خرچ قریب ۲۰۰۰ دو ہزار روپیہ کے ہوگا - اس سے زیادہ بالکل نہیں - اور بعد ازاں ۸۰ یا ۹۰ روپیہ ماہواری خرچ ہوگا ۔ اور اس جگہہ چند ایک آدمی عیسائی خیالات کے موجود ہیں - جو دل وجان سے اپنی طرف سے مشن کو پوری پوری امداد اس معاملہ میں دیویں گے - اور یہہ سکول کسی بڑے مشن سکول کی ایک عمدہ برانچ بن سکتا ہے ۔ میں نے اوپر جو دو ہزار روپیہ کے خرچ کا ذکر کیا ہے - وہ اس لئے ہے - کہ یہاں کے لوگ نہایت غریب ہیں ۔ اگر فیس پہلے دو سال کے واسطے معاف کی جاویگی ۔ سب لوگ خوشی سے دوسرا سکول چھوڑکر بھی اِدھر آجاویں گے اور تھوڑے عرصہ میں رونق خاطر خواہ ہو جائیگی - اور بعد ازاں معمولی فیس لگ جاویگی اور خرچ خاطر خواہ فیس پر چل جاویگا +

الراقم

مسٹر ہیر نگٹن بدستخط منشی کنہیا لعل

تماشا ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ

معروف بہ

ملیکچھہ گورنمنٹ

ڈیر مسٹر اڈیٹر

گوڈ آفٹرنون - آپنے شاید سنا ہوگا - کہ ہندوستان میں ایک ناٹک کمپنی موسوم بہ انڈین تھیٹریکل کمپنی اضلاع مغربی شمالی میں پائی جاتی ہے - جس کے مالک مولوی محمد عبد اللہ صاحب حافظ ہیں ۔ آپنے گہر پھونک تماشا دیکھا ہے - یعنے اپنی تمام جائداد کو فروخت کرکے کمپنی مذکورہ بالا کھڑی کی تھی ۔ آپ کو ہزہائنس ہی مہارانا آف دھولپور نے کافی مدد دی مگر یہاں کیا تھا دہی پرانے خیالات - اور شاعری محض نفسانی بنا پر تھی - بعد چند سال کے کمپنی کا انتقال ہوگیا - اس کی وجہہ کیا تھی ؟ - خاص وجہہ یہہ تھی - اس روشنی کے زمانہ میں وہی قورمہ کے ہاتھہ اور افیونی خیالات - یعنے ملک روم سے بڑھکر کوئی ملک بردہ زمین پر نہیں ہے ۔ انہیں باتوں کی وجہہ سے کمپنی کا دیوالہ نکال بیٹھے ۔ غرض ان سطور بالا سے یہہ تھی - کہ بعض ہمارے ہمعصر وقائع نگاروں نے ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کا بیان کبھی کبھی اخبارات میں کیا - پر مغرز ہمعصر وقائع نگاران کے خیالات مذکورہ بالا کمپنی کے مالک کے خیالات کا عکس تھے ۔ آج کی شب اس سٹیج کے اندر "تماشا ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ معروف بہ ملیکچھہ گورنمنٹ" پانچ ۵ ایکٹ دس ۱۰ سین ۲۰ پردوں پر دکھاتے ہیں - اور اپنے

شائقین جلسے داد چاہتے ہیں ؛

(وہو ہذا)

ایکٹ پہلا سین پہلا پردہ نمبر ۲ کا گرنا اور

مشنریوں کا ہندوستان میں وارد ہونا ۔ اور مدارس کھولنا: پردہ نمبر ۵ کے اندر سے ایک مشنری جنٹلمین کا نمودار ہونا اور کہنا کہ حضرات شائقین جلسہ آپ پر یہہ مخفی نہ رہے ۔ کہ ہندوستان میں ابتداءً مشن سکول جاری ہوئے جن سے مشنریوں کو بجز اس کے کچھ فائدہ نہ تھا کہ لوگ تاریکی کے دریا سے نکل کے روشنی کے پلیٹ فارم پر آویں ؛

ایکٹ پہلا سین دوسرا ۔ پردہ نمبر ۷ کا گرنا اور

ایک لکچرر کا آموجود ہونا ۔ اور کہنا ۔ یاد رہے مشن سکولوں سے حسب تفصیل ذیل فوائد ظاہر ہوئے ہیں :۔ اول جب بنگال میں مدارس جاری ہوئے تھے اُسوقت اہل بنگال ذات پات کی بیڑی میں جکڑے ہوئے پڑے تھے ۔ وہ تمام بیڑیاں کاٹی گئیں اس کا ثبوت یہہ ہے ۔ کہ اہل بنگال کے درمیان ایک نیا فرقہ کھڑا ہوا ۔ جسے کہ "برہمو سماج" کہتے ہیں ۔ اس نے ذات پات کا بالکل ستیاناس کر دیا ۔ اس کے متعز لائق و فائق لیڈران مثلاً راجہ رام موہن رائے صاحب ۔ و نیز بابو کیشب چندر سین صاحب نے اپنے اعلیٰ خیالات سے یہہ ثابت کر دکھایا ۔ کہ واقعی ملک ہند بڑی ابتری کی حالت میں ہے ۔ اور اُس کے تازگی بخش ایام اُس وقت تک نہ آویں گے جب تک کہ اہل ہند رسمیات و دستورات قبیحہ کو ترک نہ کریں گے ۔ ورنہ وہ کبھی اور کسی حالت میں اہل یورپ کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے :۔ اس میں شک نہیں کہ ایسے دوا ور ریفارمر اس ملک میں اُٹھ کھڑے ہوتے ۔ تو آج کے دن ہندوستان یورپ ثانی کہلاتا ۔ جائے غور ہے ۔ کہ تھوڑے سے عرصہ میں ان صاحبان نے نہ صرف ہندوستان بلکہ ملک انگلستان میں اپنے علم کے ذریعہ وہ لیکچرس دئے ۔ کہ جن کی وقعت یورپ میں کم نہیں ۔ اب دیکھئے بنگالی قوم ہندوستان میں علم و ہنر میں سب اقوام ہند سے بڑھ چڑھ کے ہے ۔ اتحاد بھی بے نظیر ہے ۔ فرض کیجئے کہ ایک کلرک نے بوجہہ ناراضگی کے استعفا دیدیا ہے ۔ اب دوسرا بابو اُس وقت تک اُس عہدہ کے لئے درخواست نہ کرے گا تاوقتیکہ مستعفی کلرک رضامندی سے یہہ اظہار نہ کرے ۔ کہ میں نے ملازمت چھوڑی سو چھوڑی بابا جو چاہے سو اُس عہدہ کے لئے درخواست کرے ۔ میں رضامند ہوں ۔ اخلاق دیکھئے کہ آج تک کسی صاحب نے کوئی بنگالی کے لڑکے کو کبھی کسی نکمی جماعت میں کھڑے یا بیٹھے ہوئے یا ناچ تماشا دیکھتے ہوئے نہ پایا ہوگا ۔ اور علاوہ ازیں فحش کتب و گلدستجات پڑھتے ہوئے نہ دیکھا ہوگا ۔ علاوہ علمی چرچہ کے بنگالی طلبا کے پاس کچھ نہ پاؤ گے ۔ مذہبی حالت بھی بہ نسبت دیگر اقوام کے بہتر ہے ۔ یعنے یہہ لوگ جب انگلش چرچ و عبادتخانوں میں جاتے ہیں ۔ اُسوقت ادب سے بیٹھتے ہیں :۔ (یہہ ہمارا تجربہ ہے) اتنے میں پردہ نمبر ۲۳ کا گرنا اور دیگر مشن سکولس کے طلبا کا نکلنا اور کہنا کہ ہم لوگوں سے وقتاً فوقتاً گناہ سرزد ہوتے ہیں ۔ لیکن جب ہم بائبل کی طرف خیال کرتے ہیں تو اپنے گناہوں سے شرمندہ ہوتے ہیں ۔ مگر دیگر مدارس کے طلبا کبھی ایسا نہیں کرتے ہیں ۔ بلکہ طنزاً ہمیں عیسائی کہتے ہیں (کیا حضرات یہہ مشنری لوگوں کی جانفشانی کا ثمرہ نہیں ہے ؟ آپ ہی انصاف کیجئے آپ ہی پر چھوڑتے ہیں ۔) ؛

ایکٹ دوسرا سین تیسرا پردہ نمبر ۲۰ کا گرنا

گورنمنٹ مدارس کا جاری ہونا ۔ اتنے میں پردہ نمبر ۲۵ کے اندر سے افسران سررشتہ تعلیم کا نکلنا ۔ اور کہنا ۔ کہ میاں ہمارے مدارس میں وہ کتابیں پڑھائی جاتی ہیں جن سے طلبا کی اخلاقی حالت درست ہو جاتی ہے :۔

ایکٹ دوسرا سین چوتھا پردہ نمبر ۲۰ کا گرایا

جانا اور ایک ٹریولر کا مدارس گورنمنٹ کی حالت بیان کرنا : حضرات حاضرین جلسہ گورنمنٹ مدارس میں واقعی عمدہ اخلاقی کتب پڑھائی جاتی ہیں ۔ اور منتظمان ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ کوشش کرتے ہیں ۔ کہ ہمارے طلبا علوم و فنون میں سب سے سبقت لیجائیں ۔ مگر افسوس کا مقام ہے ۔ کہ اکثر دیکھنے میں آتا ہے ۔ کہ مدرس لوگ خود اخلاق کی گردن پر چھری پھیرتے ہیں بعض اوقات فحش شاعری کا چرچا اپنے طلبا کے سامنے کرتے ہیں ۔ یا دشنامدہی سے مسرور ہوتے ہیں ۔ اس سے سٹوڈنٹس پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے ۔ اور اُن کے دلوں سے تمام مورل اٹھ جاتی رہتی ہیں :۔ لیجئے صاحب پردہ نمبر ۱۳ بھی گرا ۔ اس میں بھی وہی افسوسناک حالت دیکھنے میں آتی ہے ۔ یعنے طلبا سکول گھنٹوں کے بعد ادھر اُدھر ہاٹیوں میں ہوا خوری کر رہے ہیں ۔ اور والدین کی بلا اجازت بازاروں میں طوائفوں کا ناچ دیکھ رہے ہیں :۔ وہاں مزہ کی بات یہہ دیکھنے میں آتی ہے ۔ کہ مدرس لوگ خود فحش غزلیات سُن سُن کے محظوظ ہو رہے ہیں :۔ اب بتلائے کہ بیچارے طالب العلم کیا کریں ۔ بقول شخصے "جیسا گرو ویسا چیلا" ضرور ہوگا :۔ دوسرے روز مدرسہ میں آکے مدرس نے طلبا کو مورل نصیحت کی ۔ کیا یہہ نصیحت سودمند ہوگی ؟ ہرگز ہرگز نہیں ۔ (ہمارا بھی تجربہ ہے ۔ کہ گورنمنٹ مدارس میں طلبا کے لئے مدرس لوگ مار آستین ہیں)

ایکٹ تیسرا سین پانچواں پردہ نمبر ۸۱

کا گرنا ۔ اور ریاستہائے دیسی میں مدارس کا جاری ہونا :۔ اتنے میں پردہ نمبر ۳۷ کے اندر سے ایک ڈھول کی پول کا تشریف لانا اور کہنا ۔ کہ یاران ہم لوگ بھی کوشش کرتے ہیں ۔ کہ ہمارے مدارس کاری مدارس سے کم نہ ہیں :

ایکٹ تیسرا سین چھٹواں پردہ نمبر ۷۷ کے

اندر سے مدارس کی بد انتظامی کا آرونق افروز ہونا ۔ اوّل برسوں تک طلبا کے امتحانات کی خبر نہیں لی جاتی ہے ۔ دوم ان مدارس میں کسی قسم کی فیس نہیں لیجاتی ہے ۔ اس سے سٹوڈنٹس کے والدین کو توجہہ کم رہتی ہے ۔ سوم طلبا کو یہہ خوف نہیں ۔ کہ اگر سبق نہ سناویں گے ۔ تو سزا پاوینگے ۔

کیونکہ اگر ماسٹر نے سزا دی تو لڑکے سب کافور ہوجائیں گے- اور علاوہ بریں اُن کے والدین کمبخت ماسٹر کا سر قلم کرنے کو تیار ہوں گے :: چہارم وقت کی پابندی نہ طلبا کرتے ہیں- اور نہ مدرس :: پنجم شور و غل اُن مدارس کا جیسا کہیں بھی نہیں ہوتا ہے- اگر ماسٹر مانع ہو تو ٹھوکا جاوے :: ششم تہذیب تو اُن لوگوں کے پاس سے پھٹکی تک نہیں ہے- بعض اوقات ایک لڑکا دوسرے کے زانو پر بیٹھ جاتا ہے اور ہفتہ میں شاید دو ایک بار مدرسوں کو سلام کرلیا تو غنیمت سمجھئے- کوئی ترچھی ٹوپی لگاتا ہے- کوئی آلتی- کوئی بال بکھیر کے ہی بیٹھ جاتا ہے :: ہفتم اخلاق تو ان لوگوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہے- مزے کے ساتھ سکول کے اندر چھبیلی بھٹیارنی کا قصہ- یا مداری لعل کی اندر سبھا کا وظیفہ پڑھتے رہتے ہیں فحش باتیں اور اشعار تو گویا اُن کے کورس میں داخل ہیں :: بڑہائی کا پیچھے- کہ بستہ گھر سے لیجا کے مدرسہ میں رکھدیا اور سکول سے لاکے گھر میں پٹک دینا :: یک بیک کیا دیکھتے ہیں کہ پردہ نمبر ۳ ء کے اندر سے ایک صاحب شور و غل کرتے ہوئے نکلے- اور بولے کہ ہم سے تازہ حقیقت سن لیجئے اگر طبیعت لگے تو سنئے ورنہ تشریف لیجائیے-- ۱۰ ماہ رواں ۱۸۹۳ء کو جناب کپتان- جے فلوز صاحب صوبہ آف بہنگ و نیز دیگر حکام ضلع مدعو کئے گئے تھے- اور ہم سے خود ہیڈ ماسٹر صاحب نے آکے فرمایا تھا- کہ صاحب آپ تشریف لیچلیں گے تو باعث شکر گذاری ہوگا :: ہم نے بھی مناسب سمجھا :: وقت مقررہ پر کیا دیکھتے ہیں- کہ صوبہ صاحب اور آفیسرس رونق افروز ہیں- ہم بھی جا بیٹھے :: یہاں ایک عجیب تماشا دیکھنے میں آیا- کہ ایک اہلکار جاکے اُس کُرسی پر بیٹھ گیا جس پر کہ صوبہ صاحب کا پرائیویٹ کلرک بیٹھا تھا- یہہ کلرک بھی بلا کا بجھا ہوا تھا- ویسا ہی بیٹھا رہا- غرضکہ ایک کُرسی پر دونوں بیٹھے رہے :: یہہ پُرانے زمانے کی تہذیب تھی- طرّہ یہہ ہے کہ یہہ دونوں آدمی قوم کے برہمن تھے جو کہ اعلیٰ اور مہذب خیال کئے جاتے ہیں :: اب طلبا کا پڑھنا شروع ہوا- پہلے تو ہمنے خیال کیا- کہ شاید یہہ لوگ گاتے ہیں- بعد تھوڑی دیر کے معلوم ہوا کہ نہیں میاں پڑھتے ہیں- پڑھنے کا طرز ہی ایسا ہے :: چند اطفال نے اُقلیدس اس طرح سے سُنائی اور ورک کرکے دکھلائی جس سے اس زمانہ کی روشنی جھلک آئی- اس سے یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ طلبا دیسی مدارس کے نہیں ہیں :: بعد کچھ عرصہ کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ایک سپیچ زبان انگریزی میں پڑھی- جو کہ حسب حال تھی- بعدہ ازاں سنسکرت زبان میں ایک رنگیلے نے سپیچ دی- جس میں محض واہیات خوشامدانہ الفاظ تھے :: اُسوقت ہم سکتہ کی حالت میں آگئے- کہ یا الٰہی یہہ قوم برہمن جو انگلشمین لوگوں کو ملیچھ کہتی ہے آج یہہ برہمن کیسے خوشامدانہ الفاظ ادا کررہا ہے :: صوبہ صاحب والاجاہ- اور ہم تو جان گئے تھے کہ یہہ ہاتھی کے دانت ہیں دکھانیکے اور- کھانیکے اور- بعدہ عطر پان تقسیم ہونے کے جلسہ برخاست ہوا :: حالانکہ یہہ مدرسہ کئی سال سے جاری ہے- پر طلبا کا حال دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے- کہ صرف چند ماہ سے قائم ہوا ہے- جناب مرزا ابراہیم بیگ صاحب جنگی ہیڈ ماسٹر ضلع سکول بہنڈ جو کہ ایک لائق و فائق جنٹلمین ہیں عرصہ ایک سال سے عہدہ ہیڈ ماسٹری پر ممتاز ہیں- یہہ آپ کی کوشش کا ثمرہ ہے ورنہ سکول کے لڑکے اے- بی- سی- ڈی- برسوں تک پڑھتے رہتے- گو کہ آپ اہلِ اسلام ہیں پر آپ بالکل متعصب نہیں ہیں- آپ کی اخلاقی حالت طلبا کے لئے عمدہ نمونہ ہے- (دیسی ریاستہائے میں فی صدی ۵ سکول اچھے نکلیں گے- اور بس) +

ایکٹ چوتھا سین ساتواں پردہ نمبر ۹،

کا گرنا- اور دیکھا دیکھی دیانندی سکولس کا جاری ہونا- اتنے میں پردہ ۸۱ کے اندر سے مہتمان مدارس کا ہاف انگلش نصف ہندوستانی پوشاک پہنے ہوئے نکلنا- اور کہنا- آپ سب صاحبان کو نمستے ! - یارو اب کوئی ایسی تجویز کرنی چاہئے جس سے کہ اپنے مدارس اوّل نمبر میں- ان مدارس کے کھولنے کے اغراض یہہ ہیں- اوّل تعصب کی تخم ریزی کرنا- دوم نیوگ کی رسم کو پھیلانا- سوئم اطفال کو بچپن سے ہی انگلش گورنمنٹ کی جانب سے بدظن کرنا- چہارم بیچارے ہندوؤں کو دیپ کہلوانا :: ایکٹ چوتھا سین آٹھواں پردہ نمبر ۸۷ کا

گرنا- اور دیانندی مدارس کی اصلی حقیقت کا ایک تجربہ کار شخص کا آکے بیان کرنا- کہ حضرات ! واقعی ان مدارس میں پڑہائی اچھی ہوتی ہے- لیکن ساتھ ہی اس کے اخلاق کی بنیاد بالکل مٹائی جاتی ہے :: جس وقت کہ ہمارا تھیٹر جاپان سے ہند میں آیا تھا- اُس وقت ہم سے منیجر صاحب وکٹوریا کمپنی نے یہہ بیان کیا تھا- کہ دوست جس وقت ہماری کمپنی آگرہ میں تھی- اُس وقت دیانندی صاحبان تماشا دیکھنے آتے تھے- گویا اپنا تماشا دکھانے آتے تھے- اور اُس سے صاف ظاہر ہوتا تھا- کہ ان لوگوں کا اخلاق کہاں تک قابل پسند ہے-) اور ان مدارس کے طلبا جیسے کچھ باادب ہیں وہ بھی لوگوں سے پوشیدہ نہیں- عیاں راچہ بیاں- مذہبی معاملات میں تو یہہ لوگ جیسے کچھ ہیں وہ تمام حقیقت اہلِ اخبارات و عوام سے چھپی نہیں ہے- دیکھئے ان لوگوں نے خداوند عیسیٰ مسیح کی شان میں- جو کچھ کہا اُس کی سزا لکھنؤ میں خوب پائی- بعد ازاں ان کے ایک پرچے نے برھمو لیڈرس کے ساتھ جیسا کچھ سلوک کیا- اُس میں اُن لوگوں کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگیا- (کیا ایسی حالت میں دیانندی سکولس نیک نامی حاصل کرسکتے ہیں ؟- کیا انسان صرف علم کے پڑھنے اور سرٹیفکٹ حاصل کرنے سے ہی بھلا کہلا سکتا ہے ؟) ہرگز ہرگز نہیں +

یکایک پردہ نمبر ۸۰ کا گرنا اور ایک سیاح کا دیانندی مدارس کو صلاح دینا- کہ اگر آپ صاحبان ترقی کرنا چاہتے ہیں- تو اخباری دنیا کی صلاح ماننے (اس میں آپکے مذہبی اخبارات بھی شامل ہیں) کیونکہ ہم نے بھی انڈیا کی سیر کرتے

ہوئے دیگر اخبارات کے علاوہ آپکے اخبارات کی بھی سیکی ہے۔ اور وہ بعض اوقات عمدہ صلاح دیتے ہیں۔ اگر آپ اُنکی صلاح کے موافق چلیں تو ممکن ہے۔ کہ آپ ہند میں اچھے کہلانے لگیں۔ آپ آجتک اگر اپنے ہی اخبارات کی صلاح پر چلتے تو اُن مصیبتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ جنکا کہ آج دن کر رہے ہیں۔ (دیانندی سکولس علاوہ پڑھائی کے سب باتوں میں گرے ہوئے ہیں۔ پھر ہم مکرر یاد دلاتے ہیں۔ کہ اگر آپ کچھ بھی کریں۔ بہتر ہے۔ کہ بلامرضی اپنے اخبارات کے کچھ نہ کریں۔ اور اگر آپ کریں گے۔ تو ایسے ڈوبیں گے کہ جس کی تھاہ ملنا مشکل ہوگا۔ خیر آپ مانیں۔ یا نہ مانیں۔ ہم اپنے فرض کو ادا کر چکے۔ ہم سیاح ہیں چند روز لبعد انڈیا سے چلے جائیں گے۔ نہ آپ سے سابقہ پڑیگا اور نہ پھر اُن مصیبتوں سے۔ جو بوئیگا سو کاٹیگا۔)

ایکٹ پانچواں سین نواں پردہ نمبر ۳۹ کا گرنا

اور میونسپل مدارس کا جاری ہونا۔ اتنے میں پردہ ۴۹ کے اندر سے ممبران میونسپل کمیٹیوں کا کہنا۔ کہ ہمارے مدارس گورنمنٹ سکولوں سے کم نہیں۔ واقعی یہہ سکول اچھے پہیوں پر چل رہے ہیں۔ علاوہ علمی پڑھائی کے ادب قاعدہ بھی سکھلایا جاتا ہے۔ اخلاقی حالت بھی بہ نسبت دیانندی مدارس کے طلبہ کے بہتر ہے۔

ایکٹ پانچواں سین دسواں پردہ نمبر ۵۰ کے

اندر سے پرائیویٹ مدرسوں کا نمودار ہونا۔ اور کہنا۔ کہ حضرات ہمارے پرائیویٹ مدارس اور میونسپل سکول کسی بات میں گرے ہوئے نہیں ہیں۔ گو ہمارے طلبا کو دہقانی کہئے۔ وہ کچھ بھی ہوں۔ پر مؤدب ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جس کا بیان کہاں تک کیا جائے۔ فرض کیجئے اگر آپ ہمارے مدرسہ میں تشریف لے چلیں۔ تو بیچارے مارے خوف کے کان دبا کر رہ جائیں گے۔ اگر اُن میں سے کسی کو پانی کی بھی حاجت ہو۔ تو کبھی چھٹی نہ مانگے گا۔ تاوقتیکہ آپ تشریف نہ لے جاویں۔ شور و شرارت تو جانتے تک نہیں ہیں۔ یہہ لوگ اکثر ایسے

ویسے عام تماشے پسند کرتے ہیں۔ ناچ دیکھنے فی صدی اسّی لڑکے جاتے ہیں۔ کھیل بھی کھیلیں گے تو کبڈی۔ یا آنکھ مچونی۔ اِس سے آپ صاحبان نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ہمارے سٹوڈنٹس کا اخلاق کیسا ہے۔ مذہبی حالت بھی بہتر ہے اگر دیگر مذاہب سے دلچسپی نہیں رکھتے ہیں۔ تو اُن کی بُرائی بھی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہادیان ادیان کو بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اسی گڑبڑ میں پردہ نمبر ۵۰ گر پڑا۔ اور اُسمیں سے ایک ٹریولر نکل آیا اور کہنے لگا کہ حقیقت میں میونسپل مدارس و پرائیویٹ سکول بہت ہی اچھے ہیں۔ پر ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے۔ کہ جھوٹے قصص و کہانیاں اکثر کہتے اور سنتے ہیں۔ مثلاً بے جڑ آگا کا قصہ کہنا۔ یا گانا۔ یا سننا اس سے اطفال کی عقل کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔ مثلاً آلا اودل کی نو سو جوجن کی مونچھیں دو سو جوجن لمبے گھوڑوں کا ایک چھوٹی سی لبتی مھو بہ آئی۔ ایم۔ آر میں رہنا عقل سے بعید ہے۔ اگر ان مدارس میں یہہ ایک عیب نہوتا۔ تو واقعی یہہ سکول دیگر مدارس سے کم نہ ہوتے۔ یہہ کہکے غائب ہو جانا۔) ڈراپ سین کا گر آیا جانا تماشے کا اختتام پانا۔

منیجر کی سپیچ

حضرات شائقین جلسہ شب گذر گئی اور قریب ہے۔ کہ آفتاب اپنا چہرہ دکھلاوے۔ آپ کی آنکھیں نیند سے بھاری ہوتی جاتی ہیں۔ اور یہہ کہہ رہے ہو۔ کہ یارو منیجر کی سپیچ ختم ہو تو اپنے اپنے گھر کو راہی ہوں۔ خیر یار جب جانا تب جانا۔ بہر حال نتیجہ ناٹک سنتے جانا۔ آج کے اشتہار ناٹک کا ہیڈنگ یہہ تھا "تماشا۔ ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ معروف ملیچھ گورنمنٹ"۔ تماشا ایجوکیشنل ڈیپارٹمنٹ" تو ہمارے ایکٹروں نے ساتھہ خوبی عمدہ راگ راگنیوں کے اور زرق

برق پردوں کے دکھلایا۔ جسکا نتیجہ آپ خود نکال سکتے ہیں باقی رہا ملیچھہ گورنمنٹ" اس کا حال ذرہ ہم سے سن لیجئے۔ یہہ راز آپ سے چھپا نہیں ہے۔ کہ مہارانی کی گورنمنٹ باشندگان ہند کے لئے کیا کچھ کر رہی ہے۔ اس پر بھی بہطرہ کہ اہل ہنود ہمیشہ گورنمنٹ کو ملیچھ گورنمنٹ کہتے ہیں۔ ہم جب سے دوبارہ ہند میں آئے تب سے یہہ لفظ سنتے سنتے بیزار ہو گئے ہیں۔ لیجئے بغور سُنئے اور انصاف کیجئے۔ کہ اہل ہنود ملیچھ ہیں یا گورنمنٹ۔ اہل یورپ صاف شفاف پانی اور صابون سے نہ صرف ایک بار۔ بلکہ دن میں کئی بار غسل کرتے ہیں۔ اور کپڑے تبدیل کرتے ہیں۔ پر اہل ہنود ویسے ویسے پانی کے دو لوٹے بدن پر ڈالے۔ اور بس۔ قربان جائے آپکی صفائی کے۔ اور آپ کے۔ انگلش جنٹلمین میز پر جسوقت کھانا کھاتے ہیں۔ اُس وقت اندر کا آسن ڈل جاتا ہے۔ اور برتن جیسے کچھ ہوتے ہیں وہ اہل ہنود میں سے جو لوگ خدمتگاری کا کام کرتے ہیں ہمارے بیان کی تصدیق کرینگے۔ اس کے برعکس ہندو گوبر سے زمین لیپ کے ایک پیتل کی تھالی میں کدو اور چنے کی روٹی رکھکے چباتے ہیں۔ بیچارے ہندوؤں کے یہاں صرف چھپّن بھوجن ہی بیان کئے گئے ہیں۔ یہاں اگر گگری تک اُٹھاکے دیکھو گے تو نام پڑھتے ہی پڑھتے بڈھے ہو جاؤ گے۔ اب بتلائے کہ ملیچھ تم۔ یا گورنمنٹ؟ صدقے میں آپکی صفائی کے اور لغو بیان کے ہم صرف ایک جانور کا گوشت کھاتے ہیں۔ تم جس وقت گولر (ایک قسم کا پھل ہوتا ہے) کھاتے ہو۔ اُس میں سیکڑوں کیڑے نوش کر بیٹھتے ہو۔ اب بتلائے ملیچھ کون ہم یا تم؟ ہمکو نہ تو تمہارے علم میں۔ نہ ہنر میں کسی طرح کی صفائی نظر آتی ہے۔ یہہ کا حساب تمام دن کیا کرتے ہو۔ یہاں دیکھئے انگریزی حساب کو کہ ریلوے سٹیشنوں پر چند منٹ کے اندر تمام حساب ہو جاتے ہیں۔ اس وقت ہم ایک عام حکایت سُنائے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔ وہ یہہ ہے۔ کہ ایک دیرانہ

جگہہ میں سات نکٹے بیٹھے ہوئے تھے - اتنے میں ایک ناک والا شخص آنکلا اُن نکٹوں نے خیال کیا - کہ یار ناک والا آگے ہمیں دیکھ کے ہنسیگا اور نکٹا کہیگا - اِس سے مصلحت یہہ ہی کہ ہم تم اُس کے آنے کے قبل ہی خوب ہنسنے لگیں گے اور جب وہ بالکل قریب آپہنچیگا تو اُسے کہنے لگیں گے - کہ نکو آئے - نکو آئے - وہ شرمندہ ہو جائیگا - اور ہمارا تمام عیب دب جائیگا +

اب اس وقت ہم اپنی سپیچ کو ساتھ آداب کے ختم کرتے ہیں - اور چلتے چلتے یہہ بھی کہے دیتے ہیں - کہ اگر آپ عادل گورنمنٹ کے ساتھ ایسے بیہودہ الفاظ سے پیش آئیں گے تو خدا اور انسانی قوانین کے موافق مستوجب سزا بلابی ہوں گے - کاشکہ خدا آپکی ہدایت کرے اور راہ راست پر لے چلے (آمین) گڈ مورننگ -

راقم

سفری وقایع نگار از بھنڈ وسط ہند

جناب اڈیٹر صاحب

سطور ذیل کو درج نور افشاں کرکے راقم کو مرہون منت فرمائیں :- ملک راجپوتانہ میں اگرچہ خدا کا کام ترقی پر ہو - لیکن ہزار ہا آدمی روحانی خوراک کے بھوکے نظر آتے ہیں - تاہم ہزار ہا اسی حالت میں مرتے چلے جاتے ہیں :- یہہ ایک مسرت بخش بات ہی - کہ ۱۲ ارجون سنہ رواں کو سرکٹ کچاون ڈوڈ علاقہ لوہارڈ مارواڑ موضع گولڑمیں چوبیس آدمیوں نے جن میں ۸ مرد ۸ عورتیں ۴ لڑکے اور ۴ لڑکیاں ہیں بدست پادری جے ڈی رانسم صاحب بپتسما پایا :- یہہ لوگ کبیر پنتھی اور قوم کوری جلاہے ہیں یہہ کسی مورت کو نہیں پوجتے - مگر صرف کبیر کی تعلیم پر چلتے ہیں - اب یہہ مسیح کے شاگرد معہ اپنے خاندانوں کے بڑی خوشی کے ساتھ ہوئے اور جس وقت اُن کا بپتسما ہوا گاؤں کے بہت لوگ حاضر تھے :- بپتسما پانے کے بعد اِن نو مریدوں نے حاضرین غیر قوم سے بڑی سرگرمی سے کہا - کہ دو بھائیو ہم لوگ اب پربھو عیسیٰ مسیح کے چیلے ہو گئے ہیں - تم کو بھی لازم ہی کہ اُس سچے گرو کے چیلے ہو جاؤ :- افسوس ہی کہ یہاں - روحانی خوراک پہنچانے والے بہت تھوڑے ہیں - اور ہم اپنے بزرگ بشپ صاحب سے گذارش پرداز ہیں - کہ وہ اس ملک راجپوتانہ کی طرف توجہ کریں - اور کام کرنے والے لوگوں کو اس طرف بھیجنے کی زیادہ کوشش کریں - اور ہمارے ہندوستانی پادری صاحبان اور پریچر صاحبان سے التماس ہی - کہ وہ اس ملک کے لوگوں کی ہمدردی کریں اور اس طرف تشریف لاویں :- افسوس ہی کہ ہمارے بعض ہندوستانی بھائی راجپوتانہ کی تبدیلی کا نام سنتے ہی کانپ جاتے ہیں - اور یہاں آنا پسند نہیں کرتے - عزیز دوستو کیا راجپوتانہ میں خدا کی مخلوق نہیں بستی ؟ خداوند ہم لوگوں کو ہمت و سرگرمی عطا فرماوے +

راقم

پوران مل واعظ انجیل

از لوہاوڑ - مارواڑ

غور طلب

اپنے دل کی بڑی خبرداری کر کہ زندگانی کے انجام اُسی سے ہیں - مُنہہ کی کجروی کو اپنے سے دور پھینک دے اور ٹیڑھے لبوں کو اپنے پاس سے دور کر - اور ایسا کر کہ تیری آنکھیں عین سامنے دیکھیں اور تیری پلکیں تیرے آگے کی طرف سیدھی نگاہ کریں اپنے پاؤں کی روش کو غور کر - سو تیری ساری راہیں ثابت ہو جاوینگی - نہ دہنے ہاتھ کو مُڑ اور نہ بائیں کو - اور اپنے پاؤں کو بدی کی طرف سے پھیر + (امثال ۴ : ۲۳ و ۲۷)

واقعات اور فرمائیں

روم اور مصر

خدیو مصر سنیچر کے روز قسطنطنیہ کو روانہ ہونے والے تھے جس سے مراد بجز اس کے کیا ہو سکتی ہی کہ سلطان المعظم سے ملاقات کریں :- یہہ ملاقات خالی از گفتگو نہوگی اور نہ گفتگو خالی از معنی ہو سکتی ہی :- مختار پاشا کو خدیو مصر کے ہمراہ جانا تھا جو دربار مصر میں سلطان روم کے سفیر ہیں - یہہ بات مشتبہہ ہی کہ خدیو قسطنطنیہ سے فرانس اور انگلستان کو روانہ ہوں گے گو ایسا ہو تو تعجبات سے نہ ہوگا :- لنڈن کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ سلطان المعظم کے کہنے سے خدیو صاحب نے لنڈن اور پیرس کے جانے کا ارادہ فسخ کر دیا ہی لیکن بعد کی خبروں میں اشارہ ہی کہ کوشش یہ جاہیں :- یہہ معلوم کرنے کی بڑی کوشش کی جاویگی کہ قسطنطنیہ میں خدیو صاحب کو کیا پٹی پڑھائی گئی کہ جس پر برٹش کی مصری کارروائی کا آیندہ مدار ہوگا :- اس گفتگو کا اصل دیر تک پوشیدہ نہیں رہیگا کیونکہ معاملہ دلچسپ ہی اور برٹش سفیر بھی قسطنطنیہ میں رہتے ہیں :- سلطان المعظم کی نسبت اگر کوئی بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہی تو یہہ کہ آنحضرت صدق دل سے قیام امن کے متمنی ہیں اور نہیں چاہتے کہ جنگ چھیڑی جائے - جیسا کہ زار روس کی نسبت بھی مشہور ہی :- اس خیال سے اُمید قوی پڑتی ہی کہ سلطان المعظم خدیو صاحب کو یہی مشورت دیں گے کہ انگلستان سے میل جول رکھیں اور اُسی کے قبضہ کو بحال رہنے دیں :- بعض برعکس اس کے خلاف تصور کرتے ہیں جنکی رائے اسوقت قابل بحث دنگتہ چینی کے ہوگی جبکہ گفتگو کا مضمون شایع کیا جاویگا +

رامپور میں فوجی فساد کی مزید کیفیت

رامپور کی فوج کے خونخوار فساد کی مزید خبروں سے معلوم ہوا کہ اس فساد کا مواد ایک عرصہ سے اندر ہی اندر پک رہا تھا اس فوج میں ۲۲۰ گورکھا شامل ہیں جن کے دو افسروں اور دیسی کمانڈنٹ کے درمیان کسی بات پر رنجش پیدا ہو گئی تھی اور بعض سپاہی ایک کے اور بعض دوسری طرف کے جانبدار بن گئے تھے۔ تیسری جون کی رات کو دونوں افسر خوب شراب پی کر مست ہو گئے اور صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہادر کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھا کر اپنی طرف کے قریب ڈیڑھ درجن سپاہیوں کے ہمراہ کمانڈر کے مکان کو روانہ ہوئے جو سرکاری پنشن گورکھا کے پنشنر صوبیدار ہیں۔ کمانڈر کو کیا خبر تھی کہ انکا ارادہ خونخوار ہے۔ وہ دروازہ پر آیا اور ایک سپاہی نے بندوق کی گولی سے ان کو ستم کیا لیکن نشانہ خطا ہوا۔ یہہ کیفیت دیکھتے ہی کمانڈر مکان میں گھس گیا اور اپنے مکان کے گارڈ کو مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ گارڈ کے سپاہی حکم کی تعمیل میں باہر نکلے لیکن حملہ آوروں نے تین کو وہیں چت کر دیا۔ اس کے بعد اس فساد نے جنگ کی صورت اختیار کی۔ حملہ آور جماعت نے یہہ دیکھکر کہ کمانڈر مکان میں گھس گیا ہے۔ اور باہر نہیں نکلتا اس کے مکان کو آگ لگا دی۔ اتنے میں شاہی فوج کے سوار آپہنچے اور ان کے آنیسے کمانڈر نے موت کے منہہ سے رہائی پائی۔ سواروں نے حملہ آوروں کو پکڑ لیا اور ان سے ہتھیار چھین لئے۔ یہہ ہنگامہ پاؤ گھنٹہ سے زیادہ دیر تک نہ رہا لیکن اسیقدر عرصہ قلیل میں تین آدمی قتل اور چھ زخمی ہو گئے اور ہنگامہ کے فرو ہونے پر حملہ آور جماعت کے ایک سپاہی نے خودکشی سے جان دیدی۔ تمام گورکھا سپاہی بے ہتھیار کئے گئے ہیں اور دیسی افسر جو اس فساد کی جڑ تھے بمع تیرہ سپاہیوں کے حوالات میں ڈالے گئے ہیں اور انکا مقدمہ ملکی عدالت کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس روز سے رامپور میں ہمہ وجوہ امن وامان ہے + (عام)

گنگا کا مہاتم

گوہنا کی جھیل میں پانی اب ۸-۹ فٹ فی ہفتہ کے حساب سے چڑھنے لگا جس کی وجہہ یہہ ہے کہ برسات جاری ہو گئی اور ندی کا رو بھاری ہو گیا۔ ابھی جھیل کی سطح ۱۹۰ فٹ تک خالی ہے۔ یہہ جھیل جیسا کہ بیان کر چکے ہیں ایک عظیم پہاڑ کے گرنے سے پیدا ہو گئی ہے جس سے ندی کا رستہ رک گیا ہے۔ خوف یہہ ہے کہ جس وقت یہہ جھیل پر ہو جاویگی اور پانی کا طوفان زور پکڑیگا اس وقت کمال بربادی تمام نواح میں پیدا ہوگی۔ اس جانب کا پہاڑ بہت ملائم ہے اور اندیشہ ہے کہ کوئی اور ٹیلہ جھیل کے بیچ نہ آپڑے۔ ایسا ہونیسے بھی سخت بربادی کے سیلاب کا خوف کیا جاتا ہے۔ انہیں پیشبندیوں کی نظر سے گوہنا کے مقام پر خاص تارگھر کھولا گیا ہے اور وہ ہردوار سے پیوستہ کیا گیا ہے تاکہ بروقت اندیشہ سیلاب کے تمام نواح کے باشندوں کو خبردار کیا جاوے اور بدری کدار کے یاتریوں کو چڑھنے سے روکدیا جاوے۔ یہہ طوفان جس وقت آئیگا نہیں کہہ سکتے کہ کیا تباہی اور بربادی ڈھائیگا۔ اس طرف کے پہاڑی لوگ یہہ خیال کرتے ہیں کہ یہہ گنگا مائی کی آخری زندگی کا نشان ہے۔ شاستروں کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہہ گوہنا کا طوفان اس قدیم پیشین گوئی کو پورا کریگا۔ اس کے بعد بجائے گنگا کے گوداوری کا مہاتم آغاز ہوگا۔ اس طوفان نے ہردوار بہہ جائیگا۔ وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں پہلے سے معلوم تھا کہ ایسا ہوگا: میرٹھ کا اخبار لکھتا ہے کہ:۔ ہردوار ضلع سہارنپور میں ۸ جون سنہ رواں کھوسر کی پٹریوں سے بائیں طرف جو ایک چھتہ کے نیچے ہو کر راستہ جاتا ہے اس کے قریب قریب آبادی کے اختتام پر ایک گوشہ یا پہلو پہاڑ کا جسکو راستہ مذکور سے الحاق تھا رات کو تخمیناً چار پانچ بجے قدرتی خواہش سے اچانک گر پڑا۔ ایک ٹکڑا سالم ایک کوٹھی کی برابر اور دس دس بیس بیس من کے چھوٹے بڑے بے تعداد ٹکڑے

پتھروں کے گرے۔ اس آسمانی صدمہ کے نیچے ستی تلسی داس فقیر جو اس کے عین نیچے کرایہ کی زمین لے کر رہتا تھا مر گیا۔ اس کی لاش انہیں پتھروں کے تلے زخم خوردہ کچھ دبی کچھ کھلی ملی اور کسی کا حال ابھی معلوم نہیں ہوا۔ اس جگہہ کے پتھر اٹھائے جاتے ہیں جب اٹھ چکینگے تو معلوم ہوگا کہ کوئی اور تو نہیں دبا مگر خیال ہے کہ ایکدو شخص اور بھی دبے ہوں گے کیونکہ متوفی کے پاس اکثر دو چار آدمی ہمیشہ بیٹھے رہتے تھے + (منم)

دہلی

لٹن گزٹ ناقل ہے کہ:۔ دسہرہ کے روز کا یہہ واقعہ قابل افسوس ہے کہ پنڈت نرنجن لال کشمیری باشندہ دہلی جو ریاست الور میں نجارہ کے تحصیلدار تھے واسطے اشنان جمنا جی کے آئے تھے جب جمنا میں نہانے کے واسطے اترے اور کسی قدر آگے کو گئے تو یکایک غرقاب ہو گئے کہتے ہیں کہ مرحوم نے ڈوبتے وقت باواز بلند یہہ بھی کہا کہ کسی نے میرا پیر پکڑا ہے مگر کوئی مدد کو نہ پہنچا مرحوم کے بازو میں ایک انت سونے کا آٹھ نو تولے کا تھا۔ گو عوام کا معمولی خیال مگرمچھ کی طرف ہے مگر ہم زور کے ساتھ کہتے ہیں کہ محکمہ پولیس کو ذرا ہوشیار رہنا چاہئے کہ ہمارے شہر میں بہت سے ایسے سفاک تیراک پیدا ہو گئے ہیں کہ وہ ایسے موقعوں کے منتظر رہتے ہیں اور پانی کے اندر اندر جا کر پیر پکڑ آدمی کو بہت دور لیجاتے ہیں اور وہاں کسی پتھر یا کھونٹے وغیرہ سے (جو انہوں نے اسی غرض سے گاڑا ہوا ہوتا ہے) باندھکر اپنا کام کر کے باہر آجاتے ہیں کوئی بھی پرسان نہیں ہوتا اور نہ ان بدمعاشوں کا پتہ آج تک کسی کو ملا اور نہ ملنے کی امید۔ انکا سراغ پورا پورا اس وقت ملسکتا ہے کہ کوئی سراک خفیہ طور پر دریا پر کچھ عرصہ کے واسطے مقرر کیا جاوے۔ کیونکہ آئے دن ہمارے شہر میں ایسی وارداتیں ہوتی رہتی ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا کہ ایک گھوسی اسی طرح غرقاب ہوا اور جب تین روز کے بعد

اُس کی نعش پھولکر نکلی اور تیرنے لگی تو معلوم ہوا کہ جو نیولی روپیہ کی اُس کی کمر میں تھی وہ نہ تھی پس اس سے صاف ظاہر ہو کر یہہ بے سفاک بیرحم ظالموں کے یہہ کام ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ عالی جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضرور ہماری معروضہ پر توجہ فرماوینگے اور ایک سال کے واسطے کچھ آدمی دریا پر اُس کی تفتیش کے لئے متعین فرماوینگے تو یقین ہے کہ ضرور نتیجہ نکل آئیگا اور بیگناہوں کی جانیں ایسے ظالموں کے ہاتھ سے بچ جاوینگی۔ دہلی میں ۱۰ جون کی شب کے ایک بجے سے صبح کے آٹھ بجے تک خوب بارش ہوئی +

کیا ہندوستان میں عام بغاوت اب ممکن ہے؟

صوبہ بہار میں آم کے درختوں پر جو مٹی کے نشان لگائے گئے یا خود بخود پیدا ہو گئے ہیں انہوں نے گورنمنٹ انگریزی کے افسروں اور انگلستان کے لوگوں کو نہایت اندیشے اور اضطراب میں ڈال رکھا ہے بہت سے خوش اعتقاد اخبارات اور اہل ہند کے خیالات سے بعض ناواقف اہل الرائے شور و غل مچا رہے ہیں کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کی ابتدا جسطرح ماہ مئی میں خفیہ طور پر چپاتیاں تقسیم کرنے سے ہوئی تھی اُسیطرح ۱۸۹۴ء میں ماہ مئی میں آم کے درختوں پر مٹی کے نشان لگائے گئے ہیں اور انکا نتیجہ خود بھی یہی ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور مسلمان متفق ہو کر گورنمنٹ کے خلاف غدر برپا کرینگے تعجب کی بات ہے کہ انگریزوں کو ڈیڑھ صدی ہندوستان پر حکومت کرتے گذر گئی لیکن ابھی تک اہل ہندوستان کے صحیح حالات سے اُنہیں آگاہی نہیں ہوئی سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر کے اسباب پر تھوڑی دیر کے لئے بنظر غائر دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ۱۸۹۴ء میں وہ اسباب بالکل مفقود ہو گئے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ انگریزی کی قدرتی حمایت متصور ہے۔ لارڈ میکالے نے ۱۸۵۷ء کے غدر کی نسبت رائے دی تھی کہ اگر ہندوستان میں پریس آزاد ہوتا اور اخبارات کثرت سے شایع ہوتے تو یقیناً غدر کا راز فاش ہو جاتا۔ حال میں جبکہ اخبارات دیسی زبانوں میں بھی کثرت سے نکلتے ہیں اور تعلیم یافتہ لوگوں کی ایک لمبی چوڑی جماعت پیدا ہو گئی ہے کہ جو صرف انگریزی راج کی دست نگر ہے تو کسطرح ممکن ہے کہ یہہ لوگ غدر کے ہونیسے آگاہ ہوں اور سرکار کو اس فساد کی اطلاع نہ دیں یہہ انگریزی خواندہ اور سرکاری عہدہ دار ہندوستانی جو کہ آج بہ نسبت دیگر لوگوں کے بہت آسودہ ہیں سلطنت گردی میں سب سے زیادہ خطرہ انہیں کو نظر آتا ہے تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ یہہ لوگ غدر کے معاون ہوں۔ ان سب سے بڑا سبب کسی ایسے فساد کے ہمیشہ کے لئے روکنے والا یہہ ہے کہ ہندو مسلمانوں میں بدنصیبی سے آپس میں دن بدن فساد بڑھ رہا ہے۔ اب ۱۸۵۷ء کی طرح جاہل ہندو اور مسلمان کسی ایسی کوشش میں متحد نہیں ہو سکتے جو گورنمنٹ کے خلاف ہو۔ مرور مدت سے ان کی اغراض بدل گئی ہیں اور اب یہہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹنے کو تیار ہیں۔ ہمیں انگریزی افسروں اور انگلستان کے اہل الرائوں کی سمجھ پر ہنسی آتی ہے کہ جو باوجودیکہ اُن کی سلطنت ایسی زبردست ہے۔ باوجودیکہ احتیاط اتنی کرتے ہیں کہ ہندوستانیوں کو والنٹیر تک نہیں بناتے اور فوج کا انتظام ایسا رکھا ہے کہ سب اختیار انگریز افسروں اور توپخانے گوروں کے ہاتھ میں ہیں پھر وہ ایک ایسی وہمی بات پر اتنے پریشان ہو رہے ہیں۔ حقیقت میں گورنمنٹ کی یہہ کمزوری ایک ایسی بڑی گورنمنٹ کے شایان شان نہیں ہے۔ ۱۸۵۷ء میں اور آج کے ہندوستان میں جتنا فرق بیّن واقع ہو گیا ہے اُس سے بھی زیادہ فرق انگریزوں کی طاقت اور بہمرسی اسباب میں نمایاں ہے۔ اُس زمانے میں جہاں معمولی بادبانوں والے انگریزی جہازات تمام افریقہ کے گرد گھوم کر تین چار مہینوں میں ہندوستان پہنچتے تھے۔ اس کے مقابل آج نہایت تیز رفتار دخانی سٹیمر صرف پندرہ روز کے عرصے میں آبنائے سویز کی راہ سے سامان حرب اور گورہ سپاہیوں سے لدکر ہندوستان میں آجاتے ہیں۔ تعجب ہے گورنمنٹ کے ان تجربہ کار افسروں اور انگلستان کے اہل الرائے کی عقل پر کہ جنہوں نے بہار کے درختوں کے مٹی کے چھاپوں اور آگرہ میں چند دیسی سپاہیوں کی خفیف سی بدمزگی کو ایک ۱۸۵۷ء کے سے غدر کی ابتدا پر محمول کر لیا۔ اور اس سے بھی زیادہ تعجب اس بات کا ہے کہ گورنمنٹ ہند باوجود اپنی تمام خفیہ پولیس کی کوششوں کے اس عقدے کو حل نہ کر سکی کہ ہزارہا درختوں پر چھاپے کس طرح لگ گئے۔ اور پھر بہار سے چلکر اضلاع مغربی و شمالی اور پنجاب تک پہنچ گئے مگر کسی کو انکی حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ اگر گورنمنٹ کو اپنے صیغہ خبر رسانی کی نالایقی کا یقین ہو گیا ہے تو اُس کے آیندہ بحال رکھنے سے کیا فائدہ؟ +

شکر ہے کہ عید البقر تمام ہندوستان میں امن و امان سے گذر گئی اس وقت تک جس قدر خبریں پہنچ چکی ہیں مثل رنگون بمبئی۔ اعظمگڈھ۔ اور دہلی وغیرہ مقامات کے کہ جہاں کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات باہمی کشیدہ تھے سب جگہہ پورے طور پر امن قایم رہا ہے۔ اور اس طرح آموں کے درختوں پر مٹی کے چھاپوں کی سب سے بڑی تعبیر بقر عید کے فساد کی گو زشتر کی طرح ہوا میں مل گئی ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ گورنمنٹ نے نگرانی اور انتظام میں پہلو تہی نہیں کیا۔ لیکن یہہ بھی ثابت ہے کہ مسلمانوں کا ارادہ بھی فساد کرنیکا نہیں تھا کہ جیسا کہ پہلے سے مشہور کیا جاتا تھا۔ اور گورنمنٹ کے افسروں کو تشویش میں ڈالا جاتا تھا۔ مثلاً عید سے پہلے جمعہ کے روز اور عید کے روز بمبئی کی تمام فوج اور پولیس حفظ ماتقدم کے خیال سے جامع مسجد کے گرد صف بستہ کھڑی کی گئی اور رنگون میں بھی ایسا ہی انتظام کیا گیا۔ گو کچھ سمجھاوں یہہ خیال لگایا جاتا تھا کہ اس بقر عید پر ایک بہت بڑے فساد کی بنیاد ڈالیں گی وہ بھی بے بنیاد نکلا۔ اور غنیمت ہے کہ فریقین کی عقلمندی سے (جسے مدبر حکیموں سے منسوب کرنا چاہیے) اور گورنمنٹ کی چوکسی سے ہندوستان اس دفعہ مصیبت سے بچ گیا +

پیسہ

مُلکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن میں ۲ جون کو قومی لبرل کلب کا جلسہ ہوا۔ لارڈ رپن میر انجمن تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ تمام ممالک قلمرو میں لوکل سلف گورنمنٹ کا اجرا استحکام سلطنت کے لئے بہت ضروری ہے۔

لنڈن کے مسٹر جارج گرفتھ نے چونسٹھ روز کے عرصہ میں تمام دنیا کا دورہ کیا۔ یہہ فاصلہ ۲۴ ہزار میل تھا۔ ریل۔ جہاز۔ گاڑی تینوں میں سفر کیا +

پوپ آف روم نے ایک بڑا باوقعت فرمان جاری کیا ہے جس میں وہ اپنی دلی خواہش ظاہر کرتے ہیں کہ میری زندگی کے آخری حصہ میں اگر تمام کلیسیائیں متحد ہو جائیں تو بہتر ہے +

لنڈن۔ ہوس آف لارڈز نے مرحوم بیوی کی ہمشیرہ سے شادی کا مسودہ قانون نامنظور کیا۔ ۱۴۰ رائیں موافق اور ۱۴۹ مخالف تھیں۔ انگلستان میں سالی سے بیاہ کرنے کا جھگڑا مدت سے چلا آتا تھا +

ولیعہد روس لنڈن میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ اُن کی حفاظت کے لئے ڈبل پہرے قایم ہیں کہ کوئی وشیلسٹ اُن پر وار نہ کر بیٹھے۔ روسی خفیہ پولیس بھی اُن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے +

سلاطین جرمنی۔ آسٹریلیا۔ اٹلی نے شہنشاہ روس کے پاس ایک میموریل بھیجا تھا کہ تمام سلاطین اپنی فوجیں کم کردیں۔ زار نے جواب دیا کہ جب تک جرمنی و فرانس میں نفاق ہے تب تک ایسا ہونا غیر ممکن ہے +

شہنشاہ جرمنی کہتے ہیں کہ قماربازی کے سخت مخالف ہیں۔ حال میں اُنہوں نے سرکاری ملازموں کے نام حکم جاری کیا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی قسم کی شرط نہ لگایا کرے +

ایرانی رعایا باوجود ممانعت شاہی کے بیشمار غلہ روسی قلمرو کو بھیج رہی ہے۔ روسی لوگ مُنہہ مانگی قیمت دیتے ہیں جس کے لالچ سے رعایا حکم شاہی سے لاپروا ہے +

سینٹ پیٹرسبرگ میں جو شخص شراب پی کر بدمست گرفتار کیا جاتا اُس کو یہہ سزا دی جاتی ہے کہ ایک روز کے لئے وہ شہر کی سڑکوں پر جاروب کشی کا کام کرے۔ معقول سزا ہے +

سلطنت برٹش انڈیا کے ماتحت چھیانوے ریاستیں ایسی پائی جاتی ہیں جن پر دیسی فرمانروا اپنے انتظام کے موافق حکومت کرتے ہیں۔ ان ریاستوں میں ہندوستان کا ۴۰ فیصدی رقبہ داخل ہے اور آبادی کا ۲۳ فیصدی ہے +

بقول عام درختوں کے نشانات کا ایک نتیجہ یہہ ہوا کہ اکثر انگریزی رعایا نے بندوقیں خریدی ہیں بندوق فروشوں کو عظیم منافع ہوا۔ احتمال بغاوت سے خیال حفاظت غالب تھا +

الگنز ایڈیٹر کا اخبار الاحرام حیدرآباد میں اشاعت پذیر ہوتا ہے۔ اس میں برٹش گورنمنٹ کی نسبت مفسدانہ آرٹیکل شایع ہوتے ہیں۔ اس لئے تجویز ہے کہ ریاست میں اس کی اشاعت بند کی جائے +

بڑودہ میں آج کل چوری و نقب زنی کا بازار گرم ہے۔ شریمت گنپت راؤ گائکوار کے ایوان میں چوری کی سنگین واردات واقع ہوئی۔ سٹلمنٹ آفس کے خزانہ پر حملہ ہوا۔ پولیس حیران ہے +

بمبئی میں ایک ہندو ارتھی کی نسبت ہندو مسلمانوں میں فساد ہوتا ہوتا رہ گیا۔ پولیس اور سپاہ کے پہنچ جانے سے ہندو مسلمان چھٹ گئے۔ اس فساد کے متعلق ۱۶ مسلمان اور ایک ہندو گرفتار کئے گئے ہیں +

بقول شحنہ ہند بمبئی میں کئی شنری بوقت شب خورشید جی سہراب جی یا وائٹ لین میں گشت کرتے اور اُس سڑک سے جو نوجوان کسبیوں کے گھر جاتے ہوئے نظر پڑتے ہیں انہیں وہاں جانے اور افعال ناشایستہ سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہیں +

حیدرآباد کی خبر ہے کہ دار الخلافہ سے قریب تیس میل کے فاصلہ پر راجہ کشن پرشاد کے عرب ملازموں اور کسی نواب صاحب کے ملازموں کے درمیان فساد ہوگیا جس میں ایک آدمی مارا گیا اور کئی زخمی ہوئے +

قصبہ بناہٹہ (آگرہ) کے قریب ایک برہمن نے ایک کم سن لڑکی کو لطمع زیور قلیل القیمت گڑاسوں سے ٹکڑے ٹکڑے کرکے جرم چھپانے کیلئے گانوں کو آگ لگادی۔ پھر بھی مع زیور گرفتار ہوگیا +

آگرہ پلٹن کے سپاہیوں کو جنہوں نے نافرمانی کی تھی کورٹ مارشل سے عبور دریائے شور اور قید بامشقت کی سزائیں دی گئیں۔ البتہ کمانڈر انچیف صاحب نے سزاؤں میں تخفیف کردی ہے +

آگرہ میں منشی ضیاء الحق بھوپالی پمفلٹ کا مشتہر گرفتار ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ آگرہ کے کوتوال مرزا قاسم حسین نے اُس کو گرفتار کیا۔ دیکھیں پمفلٹ بازی کا کیا انجام ہوتا ہے +

دہلی میں ایک عورت کے حلق میں مچھلی کا کانٹا پھنس گیا۔ ایک لیڈی ڈاکٹر نے تیزاب سے کانٹے کو گلا دیا۔ مگر کانٹے کے ساتھ ہی حلق وغیرہ گل کر خراب ہوگیا آخر کو وہ خون تھوکتے تھوکتے مرگئی +

دہلی میں ایک شخص چار ہزار روپیہ کا سونا لالہ سانول داس جوالا پرشاد دریبہ بازار دہلی کی دوکان پر فروخت کرگیا جو بعد میں پیتل ظاہر ہوا۔ لالچ سے سستی چیز مول لینا باعث نقصان ہوتا ہے +

بیان صاف "خداوند کے دن" کے نام سے ایک ایسے طریق پر جس سے اُس کا بخوبی معلوم ہونا دلیل ہوتا ہے۔ ملتا ہے ؛؛ پھر اُس کا ذکر ہفتے کے پہلے دن کے نام سے پہلے قرنتیوں ۱۶ باب ۲ آیت میں پاتے ہیں۔ اور یہہ ایک اَور کتاب ہے۔ جو منکر نکتہ چینوں نے تسلیم کر لی ہے۔ اور ۵۷ء کے قریب لکھی گئی ہے ؛؛ اعمال میں ہم پاتے ہیں کہ شاگرد ہفتے کے پہلے دن اکٹھے ہوئے ۲۰۔۷ ؛ یوحنا کی انجیل میں ہم شاگردوں کو مسیح کے جی اُٹھنے کے بعد اولاً خداوند کے دن جمع ہوئے پاتے ہیں۔ یوحنا ۲۰۔ ۲۶ ؛؛ اور کیوں یہہ عبادتی روز ہفتے کے ساتویں دن سے پہلے دن میں بدلا گیا تھا ؟ ؛؛ اس کی کوئی معقول وجہہ نہ تو بتلائی گئی۔ اور نہ بتلائی جا سکتی ہے۔ بجز اس کے۔ کہ وہ وہی دن تھا جس میں مسیح کا جی اُٹھنا وقوع ہوا ؛؛ جبکہ ہم کسی یادگار دستور کا سُراغ۔ اُس کے یادگاری ماجرے کے وقت تک واپس پہنچا سکتے ہیں۔ جیسا کہ اِس موجودہ مقدمہ میں ہے تو یہہ اُس ماجرے کے لئے نہایت قوی دلیل ٹھہرتی ہے +

اَب ہم بعض اُن طریقوں اور قیاسوں پر غور کرنے کے لئے بڑھتے ہیں۔ جو مسیح کے جی اُٹھنے کے بارہ میں۔ مخالفوں نے اختیار کئے ہیں۔ جس کی تشریح اُن کے لئے باعثِ تکلیف تھی ؛؛ اُن میں سے اُس قدیم طریقہ کا ذکر کرنا ضرور ہے۔ جو کاہنوں نے اختیار کیا تھا۔ جیسا کہ متی کی انجیل میں مرقوم ہے "یعنی شاگرد رات کو۔ مسیح کی لاش چُرا کر لے گئے" ؛؛ وہی متن جس میں اسکا بیان لکھا ہے۔ اُس کی تردید بھی کرتا ہے۔ کیونکہ اُس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کاہنوں نے جان بوجھکر یہہ تدبیر ایک صداقت کو۔ جو اُن کے حق میں مضر تھی۔ جھٹلانے کے لئے کی تھی ؛؛ علاوہ ازیں۔ اگر شاگرد لاش کو چُرا لے گئے۔ تو وہ ضرور یہہ بھی جانتے ہوں گے۔ کہ مسیح مُردہ ہی رہا ؛؛ اور سڑ گیا ؛؛ لیکن اُنکی پچھلی وضع اور طریق پر غور کرنے سے یہہ خیال مطلق نامعتبر معلوم ہوتا ہے۔ اور فوراً رفع ہو جاتا ہے +

دوسرا قیاس جو پیش کیا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ۔ مسیح حقیقت میں ہرگز مُوا نہیں تھا۔ بلکہ وہ صرف ایک حالتِ غشی میں بوجہہ تکلیف اور خون بہہ جانیکے پڑ گیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں۔ شاید خوشبوؤں کی تاثیر سے۔ پھر بحال ہو گیا ؛؛ لیکن اِس رائے پر خیال کرنے میں ہم اُس کی پسلی کے زخم کاری کی نسبت۔ جس سے لہو اور پانی بہتا تھا کیا سمجھینگے ؟ پھر ہم اُس حقیقت کی نسبت کہ وہی سپاہیوں

مطبوعہ ۲۵ جون ۱۸۸۴ء بروز جمعہ

کے مجمع کو۔ اور پانسو آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو دکھلائی دیتا پاتے ہیں۔ اور یہہ خیالی رویتوں کی حالت کبھی نہیں ہوتی ؛؛ ہم اُس کو نہ صرف دکھلائی دیتا ہوا۔ بلکہ چھوا ہوا۔ اور ہاتھ لگایا ہوا پاتے ہیں۔ اور محض دھوکھے کے ساتھ یہہ حالت نہیں ہوتی ؛؛ اُس کو نہ صرف شاگردوں کو دکھائی دیتا ہوا بلکہ اُن کے ساتھ بدیر ہمکلام ہوتا ہوا دیکھتے ہیں۔ اور یقیناً یہہ طریقہ خیالی رویت کا نہیں ہے ؛؛ پھر یہہ رویتیں چالیس دن کے بعد کیوں موقوف ہو گئیں۔ اور آیندہ عید پنتیکوست کے جوش و خروش پر پھر نظر نہ آئیں ؟ اب زیادہ طول کلامی کی ضرورت نہیں ہے ؛؛ ایسی خیالی رویتیں جیسی کہ قیاس مذکورۂ بالا کو مطلوب ہیں۔ تمام "تجربہ" کے بالکل برخلاف ہیں۔ اور حقیقتوں کا بیان کرنے کے ناقابل ہیں ؛؛ اِس قیاس کی پریشانی و جنوں خود ایک بہترین دلایل سے ہے۔ کہ مشتہرہ حقیقتیں صحیح ماجرے اور حقایق ہیں ؛؛ المختصر صرف بیان کا ایک ہی طریقہ ہے جو صداقت کی مانند صاف اور سادہ ہے۔ اور وہ یہہ ہے۔ جو مسیح کے جی اُٹھنے کو ایک یقینی ماجرا قبول کرتا ہے +

اب ہم اِس مشاہد کو ختم کرتے ہیں ؛؛ اب اِس کلیات کا معقول نتیجہ کیا ہے ؟ وہ یہہ ہے۔ کہ ہمارے خداوند کا جی اُٹھنا ایک تواریخی ماجرا ہے ؛؛ کلیسیا کی بنیاد کسی خیالی رویت پر نہیں۔ فریب یا عمدی جھوٹھ پر نہیں۔ بلکہ ایک حقیقت پر۔ یعنی مسیح کے جی اُٹھنے کی حقیقت پر۔ قایم کی گئی ہے ؛؛ اور کون شخص بیک نگاہ اِس نتیجہ کی اعلیٰ قدر و منزلت۔ اور وسعت کو نہیں دیکھتا ؟ وہ خدا پر ایمان لانے کے لئے اُسکی ہستی کو ثابت کرتے ہوئے۔ کہ وہ ایک مختارِ مطلق۔ خلقت سے برتر اور بالا ہے۔ ہم کو نئی وجوہات بخشتا ہے کیونکہ "اُس نے اُسے مُردوں میں سے اُٹھایا۔ تاکہ ہمارا ایمان اور بھروسا خدا پر ہو" ؛؛ وہ خداوند کی رسالت کو ثابت کرتا ہے کہ "وہ مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے وسیلے قدرت کے ساتھ خدا کا بیٹا ظاہر کیا گیا" ؛؛ وہ اُسکے کفارہ اسکےکام کی کاملیت ثابت کرتا ہے۔ اور کہ خدا نے اُسکو کلیتاً ایسا ہی قبول کیا۔ کیونکہ "وہ ہمیں راستباز ٹھہرانیکے لئے اُٹھایا گیا" ؛؛ اور اُس کی تمام تعلیم کے اوپر ایک مہر لگائی گئی ہے۔ تاکہ اب ہم اسکی سچائی کے اظہارات کو۔ جو انسانی عقل کی دسترس سے بالا ہیں۔ کاملاً مستند اور یقینی قبول و تسلیم کریں۔ اور ہم پر واجب ہے کہ "اُس کے کاموں ہی کے سبب اُس پر ایمان لاویں" ؛؛ یہہ ایک اعلیٰ ترین اعتقاد کا باعث ہے۔ کہ وہ نجات کے کام کو ہر فرد بشر میں۔ اور

نے جنہیں ایسے معاملات میں تجربہ حاصل تھا مُردہ جانا۔ اور اُن یہودیوں کے اس عمل کی نسبت جو اُس کو مُردہ جانکر اُس کے دفن کرنے میں شریک تھے کیا خیال کریں گے؟ پھر عہد جدید کے اُن بیانات کو جن میں ہر کہیں اُس کی موت ایک یقینی ماجرا بیان کی گئی ہے۔ کیا تصور کریں گے؟ پھر جبکہ یسوع غشی سے بحال ہوگیا۔ تو کیا ہوا؟ کیا وہ اپنے شاگردوں سے چھپ گیا۔ اور کسی ویران غار میں گوشہ نشیں ہوگیا؟ کیا وہ ایک مطلق گمنامی و تاریکی میں زندہ رہا۔ اور مرگیا۔ اور اپنے شاگردوں کو جی اُٹھنے کے ایک دروغِ عظیم کی منادی کرنے۔ اور اُس کے لئے شہید ہونیکی اجازت دی؟ یقیناً یہہ سب مطلق نامعتبر معلوم ہوتا ہے +

بنظر قیاس مذکورہ بالا یہہ بھی سوال کرسکتے ہیں۔ کہ ہم اُن مندرجہ اناجیل اکثر رویتوں کا کیا بیان کرسکتے ہیں؟ ۔۔ وہ سچ مچ اُس کے جی اُٹھنے کے اعتقاد کے لئے مضر ہوئی ہونگی۔ کیونکہ ایک غریب۔ ناتواں۔ زخمی۔ مُردنی شخص کی رویت کو خلاف فہمی سے۔ ہرگز ایک فتحمند قیامت نہیں سمجھا جاسکتا ہے ۔۔ لیکن شاید ہم اس سے بہتر نہیں کرسکتے۔ کہ اسٹراؤس کو اُس کے معمول کے موافق اس رائے کو رد کرنیکی اجازت دیں ۔۔ وہ کہتا ہے کہ "یہہ غیر ممکن ہے۔ کہ ایک شخص جو ادھ مُوا قبر میں سے چھپ کے نکلا ہو۔ جو کمزور اور ماندہ۔ طبی معالجہ کا محتاج ہو جس کو مرہم پٹی کی ضرورت ہو۔ اور طاقت پانے و بیمارداری کی احتیاج رکھتا ہو۔ اور جو آخر کو اپنی اذیتوں کا مغلوب ہوگیا ہو۔ وہ شاگردوں کے دل میں یہہ نقش کرسکے۔ کہ میں زندگی کا سلطان۔ موت اور قبر پر فتحمند ہوں۔ اور یہہ وہ نقش تھا۔ جو اُنکی آیندہ خدمت کی بنیاد تھا۔ ایسی عارضی تازگی اُس نقش کو جو یسوع نے بحالتِ زندگی مجھے اُحسن اُن کے دل پر کیا تھا صرف کمزور کرسکتی تھی۔ لیکن ممکن نہ تھا کہ اُن کے غم کو خوشی و سرگرمی سے اور اُن کی تعظیم کو عبادت سے بدل سکتی +

تاہم ایک تیسرا قیاس باقی ہے۔ جو فی زمانہ ایک پسندیدہ قیاس ہے۔ یعنی نظر کا دھوکھ ۔۔ یہہ وہمی قیاس کے نام سے مشہور ہے ۔۔ یعنی جی اُٹھے خداوند کی رویتیں حقیقی بیرونی نہ تھیں۔ بلکہ وہ صرف اندرونی تصورات اور نظر کا دھوکھ تھیں۔ جو مریض اعصاب سے غمگین جانوں میں اور خواہش و

سرگرمی و انتظاری سے بھرے ہوئے دلوں میں پیدا ہوئی تھیں ۔۔ یہہ ہی قیاس ہے جسکو اسٹراؤس رینن۔ اور سویر نیچرل ریلجن کے مُصنف نے اختیار کیا ہے ۔۔ تاہم خاصکر وہ رینن ہے۔ کہ جس نے ہمارے ملک کو اس قیاس سے آگاہ کیا ہے ۔۔ اُس کے بیان کے مطابق جی اُٹھنے کی روایت کے لئے ہم خصوصاً مریم مگدلینی کی محبت قوی قوتِ متخیلہ۔ اور خاص اعصابی ترکیب کے مقروض ہیں ۔۔ اُس نے خداوند کی ایک خیالی رویت دیکھی۔ اور اس دھوکھے سے جی اُٹھنے کی کہانی پیدا ہوئی۔ چنانچہ وہ اپنے خاص طریقہ کے موافق کہتا ہے "محبت کی الہٰی طاقت! پاکیزہ ساعتیں۔ جبکہ ایک عورت خیالی دھوکھے کی مغلوب۔ دنیا کے آگے ایک مُردوں میں سے جی اُٹھے خدا کو پیش کرتی ہے!" +

لیکن ہر کوئی تھوڑا سا فکر کرنے سے معلوم کرسکتا ہے۔ کہ یہہ رائے بھی مذکورۃ الصدر قیاسوں کی مانند بالکل بیہودہ اور نامعقول ہے ۔۔ اگر مسیح نے صرف مریم مگدلینی ہی پر اپنے کو ایک مرتبہ ظاہر کیا ہوتا۔ تو البتہ یہہ رائے ایسی نامعقول نہ ہوتی۔ اگرچہ واقعی کُھلی ہوئی اور خالی قبر کی حقیقت کا بیان پھر بھی حل طلب رہتا ۔۔ لیکن گواہوں کی کثرت۔ اور رویتوں کی کیفیتیں۔ اور شمار اس رائے کو حدِ امکان سے باہر رکھتے ہیں ۔۔ رسول اور اولین شاگرد سب کے سب مخبوط الحواس۔ یا ضعیف و مریض اعصاب کے آدمی۔ جو دھوکھے کی رویت کے مغلوب ہوں۔ نہیں تھے ۔۔ علاوہ ازیں اُن کو مسیح کے جی اُٹھنے کا پہلے کچھ خیال نہ تھا۔ اور نہ وہ اُس کی انتظاری کرتے تھے ۔۔ وہ اس ماجرے سے مطلق حیران ہوگئے۔ اور جبتک کہ گواہی سے مغلوب نہ ہوئے۔ اُنہوں نے اُس پر یقین نہ کیا ۔۔ پس ایسی رویتوں کے دیکھنے کے لئے وہ پیش میلان حالت میں نہیں تھے ۔۔ بہرحال خیالی رویتیں نہایت نادر واقعات سے ہیں۔ اور یہہ بہت ہی زیادہ نادرات سے ہے کہ مختلف اشخاص کو وہی یکساں خیالی صورت نظر آوے ۔۔ لیکن ہم یہاں کیا حال پاتے ہیں؟ ہم مختلف المزاج اور کامل تندرست شخصوں پر وہی یکساں صورت ظاہر ہوتی ہوئی پاتے ہیں۔ اور یہہ خاصہ خیالی رویتوں کا نہیں ہے ۔۔ ہم جی اُٹھے خداوند کو مختلف وقتوں۔ اور ملک کے متفرق حصوں میں دکھلائی دیتا ہوا پاتے ہیں۔ جو امر صرف دھوکھے کی حالت میں نہیں ہوسکتا ۔۔ ہم اُس کو نہ صرف ایک یا دو کو۔ لیکن دس گیارہ آدمیوں

بقیہ روئیداد

نمبر ۶ - درخواست اسمٰعیل پسر لوٹا رائیں ساکن چھاؤنی تعمیر مکان +

تجویز ہوئی کہ حسب رائے ممبر صاحب حلقہ و صاحب پریزیڈنٹ سایل کو اصلی بنیاد پر تعمیر کی اجازت دیجاوے +

نمبر ۷ - رپورٹ خواجہ احسن شاہ صاحب ممبر سب کمیٹی تعمیرات ظہری عرضی محبوب جند دربارہ ملنے اجازت تعمیر مکان سایل کو دیئے جانے ۴۴ درعہ زمین بقیمت ۵ روپیہ و حکم صاحب پریزیڈنٹ کہ زمین دینے میں کوئی حرج نہیں رہتا ہے سایل کو اصلی بنیاد پر اجازت ملنی چاہئے +

تجویز ہوئی کہ حسب رائے ممبر صاحب حلقہ و صاحب پریزیڈنٹ سایل کو اصلی بنیاد پر تعمیر کی اجازت دیجاوے +

نمبر ۸ - رپورٹ میونسپل اوورسیر کہ چندن بانیہ نے تعمیل نوٹس نہیں کری +

تجویز ہوئی کہ سایل سے بذریعہ ممبر صاحب حلقہ دریافت کیا جاوے کہ اسنے جو پٹ دروازہ میں رکھکر دروازہ ایک اینٹ سے جو بند کیا ہے اُس کا منشا کیا ہے اُس سے اصل حال دریافت کرکے رپورٹ کریں اگر سایل کوئی تحریر دینا چاہتا ہے کہ میں آیندہ کو دروازہ نہیں کھلواؤنگا اُس سے اقرار نامہ تحریر کرا لیویں +

روئیداد جلسہ معمولی میونسپل کمیٹی لودیانہ

باجلاس شہزادہ محمد نادر صاحب سی آئی ای وائس پریزیڈنٹ لالہ دیوی داس صاحب - بابو بشمبر داس صاحب لالہ منسا رام صاحب تاجر پارچہ سید خورشید علی شاہ صاحب سید غلام محمد صاحب خان بہادر ڈاکٹر حسین شاہ صاحب سول سرجن سردار الجھی سہائے صاحب بہادر - ماسٹر مولراج صاحب - چودہری کندن سنگھ صاحب ممبران

(واقع ۲۴ جنوری ۱۸۹۴ء)

درخواست ہائے حصول اجازت تعمیر مکانات جن کے ساتھ ممبر صاحبان حلقہ و سب کمیٹی تعمیرات و صاحب پریزیڈنٹ دربارہ دئے جانے اجازت ہائے کا اتفاق ہے +

نمبر ۱/۱ عمر بخش پسر جلال الدین عرف جبہ محلہ ڈہولیول نکالنے دروازہ بیٹھک +

تجویز ہوئی کہ حسب رائے ممبر صاحبان حلقہ و سب کمیٹی تعمیرات از نمبر ۱/۱ لغایت نمبر ۱/۱۴ دیجاوے +

نمبر ۱/۲ گنگا رام پسر جواہر لعل چھینبہ گور جمنگلی کوچہ چھینبیاں تعمیر چبوترہ مکان اندر بند نالی و نیز یک پل اوپر نالی طول ۴ فٹ عرض بند نالی تک +

نمبر ۱/۳ عبد الرحمن جلد ساز محلہ ڈہولیول تعمیر دروازہ و دیوار مکان اصلی بنیاد پر +

نمبر ۱/۴ مکل سین لکڑ بازار عقب مسجد کشمیریاں تعمیر دیوار مکان اصلی بنیاد پر +

نمبر ۱/۵ اچھروںل پسر سوہن لعل بانیہ ساہوکار لودیانہ تعمیر دو پل پیش دروازہ مکانات اوپر نالی طول تین تین فٹ عرض ہر دو پل بند نالی تک +

نمبر ۱/۶ تلسی رام پسر مہر امل بانیہ چوڑہ بازار تعمیر یک پل پیش دروازہ دکان اوپر نالی طول تین فٹ عرض بند نالی تک +

نمبر ۱/۷ غلام محمد عرف گاما پسر الہی بخش جٹ پورانہ بازار محلہ ماہیاں تعمیر دیوار مکان اصلی بنیاد و لگانے دروازہ +

نمبر ۱/۸ دولت رام پسر شیلا برہمن گور جمنگلی تعمیر برآمدہ و دو دکان و دیوار اصلی بنیاد پر +

نمبر ۱/۹ سردار مہتاب سنگھ خلف سردار بدہ سنگ رئیس لدھراں محلہ سرخانہ تعمیر دروازہ بنیاد سابقہ پر و لگائے جانے چوکھٹ چوبی پیش دروازہ اوپر نالی ا فٹ طول +

نمبر ۱/۱۰ روشن پسر گلاب نمبردار محلہ بندیاں تعمیر پاخانہ اصلی بنیاد پر +

نمبر ۱/۱۱ حاکم رائے سود مالی گنج تعمیر مکان اصلی بنیاد پر +

نمبر ۱/۱۲ رلا رام پسر شیدیال برہمن پورانہ بازار تعمیر مکان بنیاد سابقہ پر و رکھنے دو دروازہ +

نمبر ۱/۱۳ ملکی رام کھتری دیٹ گنج تعمیر مکان چبوترہ چھوڑکر اصلی بنیاد پر +

نمبر ۲ - رپورٹ سب کمیٹی تعمیرات ظہری عرضی روڑا مل پسر گھنا مل بانیہ دربارہ ملنے اجازت تعمیر بیٹھک و مکان و نیز دئے جانے ۴۱ فٹ زمین سایل کو بحساب فی درعہ ۸ بقیمت مبلغ ۵ ر ۲۳ بنا بر تعمیر چبوترہ +

تجویز ہوئی کہ اجازت تعمیر بیٹھک و مکان کی سایل کو دیجاوے اور نسبت دئے جانے زمین کے رپورٹ سب کمیٹی منظور کی جاوے +

نمبر ۳ - رپورٹ سب کمیٹی تعمیرات ظہری عرضی رام جیداس پسر گوڑا مل ساہوکار بابت ملنے زمین قیمتاً باختلاف رائے سب کمیٹی مع رائے صاحب وائس پریزیڈنٹ +

تجویز ہوئی کہ زمین جس حالت میں ہے اُسی حالت میں رہی اور رام جیداس کے نام نوٹس میعادی ایک ماہ زیر دفعہ ۹۲ و ۱۵۲ - ایکٹ ۲۰ سنہ ۱۸۹۱ء واسطے اُٹھانے مٹی زمین مذکورہ کے جاری کیا جاوے +

باقی آیندہ

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی

فہرست کتب جو عام میل خوانوں میل ٹیچروں اور سنڈے سکولوں کے کام کی ہیں

کتب تاریخ و جغرافیہ

دینی و دنیاوی تواریخ کا مجموعہ	اردو	۱۲؍
یسوع مسیح کا احوال	″	۱۰؍ ۸؍
تاریخ المسیح حصہ اول و دوم مصنفہ پادری عماد الدین صاحب حصہ اول		۲؍
تاریخ کلیسیا	اردو	۶؍
کتب مقدس کا احوال ہر دو حصہ اردو فی حصہ ۳؍ ایضاً رومن فی حصہ		۳؍
خلاصہ تواریخ	رومن	۲؍
مسیحی دین اور کلیسیا کی تواریخ	″	۳؍
قدیم تواریخ کا اختصار	″	۳؍
جغرافیہ پاک کتاب	اردو	۸؍
″ کنعان - اردو ۳؍ - شمس الجغرافیہ - اردو		۱؍

کتب لغت وغیرہ

کلید الکتاب اردو مصنفہ پادری ہکلس صاحب		۳؍
″	رومن	۳؍
لغات پاک کتاب ″		للعہ
تقدیس اللغات ″		۶؍
مفتاح التوریت ″	با تصویر	۸؍
کوائف الصحائف اردو ڈاکٹر عماد الدین صاحب -		۸؍
اوراد السیرۃ المسیح ″		۴؍
″	رومن	۸؍

یہ کتابیں میل خوانوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔ اس کے علاوہ مسیحی مذہب کے متعلق ہر قسم کی کتابیں اور میل مختلف زبانوں۔ انگریزی اردو ہندی پنجابی وغیرہ میں موجود رہتی ہیں۔ خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہئے +

انارکلی لاہور

اسسٹنٹ سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی۔

شعر و سخن

غزل

دل بیمار تھا جویان درمان در بدر پہلے
مسیحائی عیسٰی کی نہ تھی مطلق خبر پہلے +
ہدایت روح نے کی منزل مقصود تک پہنچے
بھٹکتے پھرتے تھے دنیا میں ہم بے راہبر پہلے
در دار الشفا ہے وا مریضوں کو بشارت دو
محبت کی دوا اپنا دکھاتی ہے اثر پہلے
پھلا پھولا ہے روح پاک ہی کی آبیاری سے
مرا نخل تمنا تھا یہ بے برگ و ثمر پہلے +
اگر ہے آرزوئے زندگی عقبیٰ میں اے زاہد +
گناہ و جسم کی نسبت تو اس دنیا میں مر پہلے
سنبھالے جا کے فضل حق سے اے خوف مشکل میں
ہزاروں ہم سفیروں نے کیا ہم سے سفر پہلے

ضرورت

اپر پرائمری جماعتوں کے لئے ایک سنیر یا جونیر سند یافتہ مدرس کی ضرورت ہے درخواستیں معہ کاغذات کارگذاری فوراً آنی چاہئیں۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی مسیحی کو ترجیح دی جائے گی +

المشتہر

(پادری) ٹی - ہولڈن منیجر مشن سکول نارووال ضلع سیالکوٹ

ضرورت

جلال پور ضلع گجرات کے اینگلو ورنیکلر مڈل سکول کے لئے ایک عیسائی سند یافتہ یا ایف - اے پاس شدہ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے - درخواستیں بہت جلد مجھ مشتہر کے پاس آنی چاہئیں +

المشتہر

(پادری) آرکمبین پیٹرسن صاحب
منیجر مشن گجرات - پنجاب

ضرورت

ایک روڑکی کالج پاس شدہ او تجربہ کار اورسیر بمشاہرہ ۶۰ ماہوار ڈسٹرکٹ بورڈ فیروزپور کے لئے مطلوب ہے - درخواست معہ نقول سندات حسب ذیل پتہ پر ہونی چاہئے +

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و وائس پریذیڈنٹ
ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع فیروزپور

لودیانہ

اس ہفتہ میں ایک اور اچھی بارش ہو گئی ہے - مگر دن کے وقت دھوپ کی شدت اور گرمی ہنوز کم نہیں ہوئی ہے موسم خوشگوار ہے اور صحت بھی عموماً اچھی ہے - اس موسم میں شہر کی صفائی پر زیادہ توجہ مطلوب ہے - مگر افسوس ہے کہ عملہ صفائی کتفی نہیں - اور سامان صفائی بھی خاطر خواہ مہیا نہیں ہے کمیٹی کو اس پر توجہ کرنا ضرور ہے + (تعداد پیدایش ۲۷ - تعداد فوت ۲۸)

پادری - ای - پی نیوٹن صاحب منیجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں آئیگ واکی کے اہتمام سے چھپا